سوال

تارک نماز کا حکم

جواب

سوال : السلام علیکم۔ میرا سوال یہ ہے کہ تارک نماز کافر کے حکم میں آتا ہے تو جو شخص دو یا تین وقت کی نماز ادا کرتا ہے تو وہ کس حکم میں آئیگا ؟

جواب : ١ ۔ اہل علم کا اس بات پر تو اتفاق ہے کہ نماز کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

٢ ۔ لیکن اہل علم میں اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ بے نمازی دائرہ اسلام سے خارج ہے یا نہیں۔ اس بارے امام احمد رحمہ اللہ اور حنابلہ کا معروف موقف یہی ہے کہ بے نمازی دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ کے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج تو نہیں ہے لیکن بطور حد قتل کیا جائے گا۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک بھی کافر نہیں ہے اور تعزیرا قید کیا جائے گا۔ شیخ صالح المنجد اس بارے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں :

جان بوجھ کر عمدا نماز ترک کرنے والا مسلمان اگر نماز کی فرضیت کا انکار نہ کرے تو اس کے حکم میں علماء کرام کا اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض علماء اسے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں، اور وہ مرتد شمار ہوگا، اس سے تین یوم تک توبہ کرنے کا کہا جائیگا، اگر تو تین دنوں میں اس نے توبہ کرلی تو بہتر وگرنہ مرتد ہونے کی بنا پر اسے قتل کردیا جائیگا، نہ تو اس کی نماز جنازہ ادا کی جائیگی، اور نہ ہی اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائیگا، اور نہ زندہ اور مردہ حالت میں اس پر سلام کیا جائیگا، اور اس کی بخشش اور اس پر رحمت کی دعا بھی نہیں کی جائیگی نہ وہ خود وارث بن سکتا ہے، اور نہ ہی اس کے مال کا وارث بنا جائیگا، بلکہ اس کا مال مسلمانوں کے بیت المال میں رکھا جائیگا، چاہے بے نمازوں کی کثرت ہو یا قلت، حکم ایک ہی ہے ان کی قلت اور کثرت سے حکم میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔ زیادہ صحیح اور راجح قول یہی ہے، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"ہمارے اور ان کے درمیان عہد نماز ہے، چنانچہ جس نے بھی نماز ترک کی اس نے کفر کیا"

اسے امام احمد نے مسند احمد میں اور اہل سنن نے صحیح سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی فرمان ہے :

"آدمی اور کفر و شرک کے درمیان نماز کا ترک کرنا ہے"

اسے امام مسلم رحمہ اللہ تعالی نے صحیح مسلم میں اس موضوع کی دوسری احادیث کے ساتھ روایت کیا ہے۔

[B] اور جمہور علماء کرام کا کہنا ہے کہ اگر وہ نماز کی فرضیت کا انکار کرے تو وہ کافر ہے اور دین اسلام سے مرتد ہے، اس کا حکم وہی ہے جو پہلے قول میں تفصیل کے ساتھ بیان ہوا ہے۔ لیکن اگر وہ اس کی فرضیت کا انکار نہیں کرتا بلکہ وہ سستی اور کاہلی کی بنا پر نماز ترک کرتا ہے تو وہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ٹھرے گا، لیکن دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوگا، اسے توبہ کرنے کے لیے تین دن کی مہلت دی جائیگی، اگر تو وہ توبہ کرلے الحمد للہ وگرنہ اسے بطور حد قتل کیا جائیگا کفر کی بنا پر نہیں۔ تو اس بنا پر اسے غسل بھی دیا جائیگا، اور کفن بھی اور اس کی نماز جنازہ بھی پڑھائی جائیگی، اور اس کے لیے بخشش اور مغفرت و رحمت کی دعاء بھی کی جائیگی، اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن بھی کیا جائیگا، اور وہ وراث بھی بنے گا اور اس کی وراثت بھی تقسیم ہوگی، اجمالی طور پر اس پر زندگی اور موت دونوں صورتوں میں گنہگار مسلمان کا حکم جاری کیا جائیگا۔

ماخوذاز: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (49/6)۔

۳۔ پس امام احمد رحمہ اللہ اور حنابلہ کے معروف موقف کے مطابق بے نمازی مسلمان ہی نہیں ہے چہ جائیکہ کہ اہل سنت والجماعت یا اہل الحدیث کہلانے کا حقدار ہو جبکہ جمہور اہل علم کے نزدیک بے نماز گناہ گار اور فاسق وفاجر ہے لہذا اس بنیاد پر اہل سنت والجماعت اور اہل الحدیث میں شامل ہے۔ پس جمہور اہل علم کے ہاں کبیرہ گناہ کے ارتکاب سے کوئی شخص اہل سنت والجماعت سے خارج نہیں ہوجاتا ہے بشرطیکہ وہ ان کے عقائد اور منہج کا اخلاص نیت سے قائل ہو۔ عام طور پر اہل الحدیث علماء کا فتوی بے نمازی کے بارے کفر حقیقی کا نہیں ہے بلکہ وہ اسے کفر عملی یا کفر دون کفر قرار دیتے ہیں۔

واللہ اعلم بالصواب